غیر مسلم کے لیے صحت و عافیت اور حادثات سے بچنے کی دعا کرنا کیسا؟

مجیب: مولانا عبدالرب شاکر عطاری مدنی

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Sar-9291

تاریخ اجراء: 05رمضان المبارک1446ھ/06مارچ2025ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا غیر مسلم کو صحت و عافیت اور حادثات سے بچنے کی دعا دے سکتے ہیں یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

غیر مسلم کے لئے مغفرت اور اس سے متعلقہ امور جیسے جنت میں داخل ہونے کی دعا کرنا، ناجائز، حرام، بلکہ کفر ہے، ہاں ہدایت، صحت و عافیت اور حادثات سے بچنے کی دعا کرنا شرعا جائز ہے تاکہ ان کے دل نرم ہوں اور وہ اسلام کی طرف مائل ہوں۔

کافر کی مغفرت نہ ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہتا ہے معاف فرمادیتا ہے۔ (القرآن، سورۃ النساء، آیت48)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ”کافر کے لئے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیبِ قرآن عظیم ہے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد21، صفحہ228، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

کافر کے لئے دعائے خیر کے متعلق حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے:

”استسقى النبيُّ صلى الله عليه وسلم، فسقاه يهودي، فقال له النبيّ صلى الله عليه وسلم: جمّلك

اللہ فما رأى الشیب حتی مات“

ترجمہ: نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پانی کی طلب ہوئی، تو ایک یہودی نے آپ کو پانی پلایا، تو اس پر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے فرمایا: اللہ کریم تیرے چہرے کو خوبصورت رکھے۔ راوی کہتے ہیں اس یہودی کو بوڑھا نہیں دیکھا گیا، حتی کہ وہ مر گیا۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، صفحہ 253، مطبوعہ دار القبلۃ للثقافۃ الإسلامیۃ)

سراج المنیر شرح جامع الصغیر میں ہے:

”عن ابن عباس (إذا دعوتم لأحد من الیھود و النصاری) أي أردتم الدعاء له (فقولوا أکثر اللہ مالك) لأن المال قد ینفعنا بجزیته أو موته بلا وارث (وولدك) لأنھم قد یسلمون أو نأخذ جزیتھم أو نسترقھم بشرطه وإن ماتوا کفار فیھم فداؤنا من النار ویجوز الدعاء له بنحو عافیة لا مغفرة قال العلقمی فیه أي ھذا الحدیث جواز الدعاء للذمی بتکثیر المال و الولد و مثله الھدایة و صحة البدن والعافیة ونحو ذلك ویؤیده ما في کتاب ابن السني عن أنس قال استسقی النبي صلی اللہ علیه وسلم فسقاه یھودي فقال له النبي صلی اللہ علیه وسلم جملك اللہ فما رآی الشیب حتی مات ویمتنع الدعاء له بالمغفرة ونحوھا لقوله تعالی إن اللہ لا یغفر أن یشرك به“

ترجمہ: حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ تم جب کسی یہودی یا عیسائی کو دعا دینے کا ارادہ کرو، تو کہو کہ اللہ کریم تیرا مال زیادہ کرے، کیونکہ اس کے مال سے جزئیہ کے ذریعے یا اس کے بغیر وارث مرنے سے ہمیں نفع پہنچے گا اور اس کے لیے اولاد کی کثرت کی دعا کرو، کیونکہ ممکن ہے کہ ان کی اولاد اسلام قبول کرلے، یا ہمیں جزِئیہ دے، یا جنگ میں ہم انہیں قید کر کے غلام بنالیں۔ اور اگر وہ کفر پر ہی مریں، تو ہمارے لیے جہنم سے نجات کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اور مغفرت کی دعا کے علاوہ کفار کے لیے صحت وعافیت وغیرہ کی دعا کرنا، جائز ہے۔ امام علقمی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ذمی کے لیے مال، اولاد، ہدایت، صحت اور عافیت کی دعا کرنے کے جواز پر دلیل ہے، اس کی تائید علامہ سُنّی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بیان کردہ روایت سے بھی ہوتی ہے (جس کا ترجمہ پہلے جزئیے میں گزر چکا)۔ (السراج المنیر شرح الجامع الصغیر، جلد 1، صفحہ 127-128، مطبوعہ دار النوادر)

شارح مسلم علامہ نووی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

”اعلم أنه لا یجوز أن یدعی له بالمغفرة وما أشبھھا للکفار لکن یجوز أن یدعی له بالھدایة وصحة البدنِ والعافیة وشبه ذلك“

ترجمہ: یہ بات جان لو! کفار کے لیے مغفرت اور اس کے متعلقہ امور کی دعا کرنا، جائز نہیں، لیکن کفار کے لیے

ہدایت، تندرستی اور عافیت وغیرہ کی دعا کرنا، جائز ہے۔ (کتاب الاذکار للنووی، صفحہ 509، مطبوعہ دار ابن حزم للطباعۃ و النشر)

فتاوی شامی اور محیط برہانی میں ہے،

واللفظ للآخر: "قال لذمی اطال اللہ بقاءک ان کان نیتہ ان اللہ یطیل بقاءہ لیسلم اویؤدی الجزیۃ عن ذل ووصغار فلا بأس بہ وان لم ینو شیئا یکرہ"

ترجمہ: اگر کسی نے ذمی کو کہا: اللہ تبارک وتعالی تمہاری زندگی لمبی کرے، اگر اس کی نیت یہ ہو کہ اللہ تبارک وتعالی اس کی زندگی اس لیے لمبی کرے تاکہ یہ اسلام لے آئے یا یہ ذلیل وخوار ہو کر جزیہ دیتا رہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی نیت نہ ہو، تو پھر مکروہ ہے۔ (محیط برھانی، کتاب الاستحسان والکراہیۃ، جلد 5، صفحہ 366، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

علامہ شامی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اسی مسئلہ کے تحت رد المحتار میں لکھتے ہیں:

"وذکر البیری أخذا من نظائرها أنه لا یکره ولیس بعد النص إلا الرجوع إلیه والظاهر أن الذمي لیس بقید"

ترجمہ: امام بیری نے اس کی نظائر سے اخذ کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ مکروہ نہیں۔ نص کے بعد اس کی طرف ہی رجوع ہوگا۔ ظاہر یہ ہے کہ ذمی کی قید نہیں (یعنی حربی ومستامن کے لئے بھی دعا کرسکتے ہیں)۔ (رد المحتار، کتاب الحظر و الاباحۃ، جلد 6، صفحہ 413، مطبوعہ دار الکفر بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے: "اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ یہ امر مصلحت وقت وہ حالت ہدیہ آرندہ وہدیہ گیرندہ پر ہے اگر تالیف قلب کی نیت ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس سے ہدایا وتحائف لینے دینے کا معاملہ رکھنے میں اسے اسلام کی طرف رغبت ہوگی تو ضرور لے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 21، صفحہ 625، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوی بحر العلوم میں ہے: "غیر مسلموں کے لئے ایسی دعائیں کرنے کی ممانعت ہے، جس کا تعلق فلاحِ دارین سے ہو۔ **باقی شفائے امراض یا دنیا کی معمولی بھلائی جس کا تعلق انسانی مروت سے ہو یا ان کے لیے ہدایت کی دعا کرنے کی ہرگز ممانعت نہیں۔ متعدد حدیثوں سے غیر مسلموں کے لیے ایسی دعا دینے کا پتہ چلتا ہے، واللہ تعالی اعلم۔**" (فتاوی بحر العلوم، جلد 05، صفحہ 360، مطبوعہ شبیر برادرز، لاھور)

وَ اللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net